در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق

ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ | رجسٹرڈ نمبر | پی ۳۶۹

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

الحسن پشاور

شمارہ نمبر ۱۲ — جلد نمبر ۱

۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء — ۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

۱۔ شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲۔ نعت شریف	جناب مرتضیٰ سید صاحب	۵
۳۔ کسب حلال	قاری نصیر الدین صاحب	۶
۴۔ غزل	ادیب شہیر سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گولڑہ شریف	۱۱
۵۔ قرآن مجید کی حقانیت کمپیوٹر کی روشنی میں	محمد انیس زبیدی	۱۲
۶۔ منظوم اردو ترجمہ سورۂ یوسف	صوفی مشتاق احمد صاحب	۲۰
۷۔ تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۲
۸۔ انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۲۴
۹۔ نعت پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	ابواللیث قریشی	۳۰
۱۰۔ سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

قیمت ۶/ روپے

شذرہ

مدیر اعلیٰ

مملکت خداداد پاکستان پر دہشت گردی کا الزام

یہ ایک مُسلّمہ حقیقت ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے کسی بھی وقت مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ رُوس کی شکست و ریخت کے بعد اب سارا زور عالم اسلام کے خلاف ہونے لگا ہے۔ خصوصاً امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر تو خاص طور پر مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ اور اس نظام کی ایک اہم کڑی کے طور پر دہشت گردی کی اصطلاح کا زور و شور سے پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔

اگر دہشت گردی کی تعریف پر غور کیا جائے تو اس سے ایسا فرد، تنظیم یا ملک مراد ہوتا ہے جو کسی دوسرے کی تباہی و بربادی کی کارروائیوں میں ملوّث ہو۔ اِن معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے بین الاقوامی سیاست پر نظر ڈالی جائے تو ہندو بنیا کشمیر میں مظلوم مسلمانوں پر اس وقت جو سفاکانہ اور بہیمانہ مظالم ڈھا رہا ہے وہ اسے دہشت گرد ملکوں کی صفِ اوّل میں نمایاں مقام پر فائز کر چکے ہیں۔ بوسنیا کے مسلمان جو سرب عیسائیوں کی وحشت و بربریت کی زد میں ہیں۔ اُن کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور عورتوں کی آبرو ریزی کی جارہی ہے لیکن امریکی قانون کے مطابق سربیا دہشت گردی کا مرتکب نہیں ہو رہا۔ اسی طرح اسرائیل گذشتہ پچاس سال سے فلسطینیوں کے خلاف بے پناہ ظلم و ستم کا ارتکاب کرتا چلا آرہا ہے۔ لیکن چونکہ اسرائیل کی اس ننگی جارحیت اور دہشت گردی کو امریکہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے اس لئے اسرائیل کی ظالمانہ کارروائیاں بھی دہشت گردی کی تعریف میں نہیں آتیں۔ علاوہ ازیں خود امریکہ کی اپنی دہشت گردی کے واقعات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ اس نے کوریا، ویت نام، افغانستان، پانامہ، لیبیا اور ایران کے

خلاف کھلم کھلا اور کمانڈوز ایکشن کے ذریعے دہشت گردی کی بدنام زمانہ کارروائیوں کا ارتکاب کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کا عظیم ترین دہشت گرد خود امریکہ، اس کے حواری، اسرائیل اور بھارت ہیں۔ لیکن بقول شاعر۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ دہشت گردی کے مجرم ملکوں کی بجائے اسلامی ممالک مثلاً عراق، لیبیا، ایران اور اب پاکستان کو دہشت گرد قرار دیا جانے لگا ہے۔ دراصل امریکہ کے نزدیک دہشت گردی کا کوئی اخلاقی یا قانونی معیار نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک ہتھیار ہے جو مسلمان ملکوں کی طاقت و قوت کو ختم کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے کبھی جوہری قوت کا بہانہ تراشا جاتا ہے اور کبھی کشمیری مسلمانوں کی امداد و اعانت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حالانکہ کچھ ہی عرصہ قبل امریکی اور برطانوی ٹیم آزاد کشمیر کا دورہ کرنے کے بعد یہ سرٹیفکیٹ مہیا کر چکی ہے کہ پاکستان کسی بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ نیز تمام دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کی نیوکلیئر پالیسی خالصتاً پُرامن مقاصد کے لئے ہے۔ درحقیقت امریکہ اور اس کے ہمنوا مملکت خداداد پاکستان کی سائنسی و صنعتی، اقتصادی و معاشی ترقی کو روکنے اور فوجی قوت کو مفلوج کرنے کے لئے عذرِ لنگ تراش رہے ہیں۔

ان حالات میں ہم مسلمان ممالک کے رہنماؤں کو اپنے رب تعالیٰ کا یہ فرمان یاد دلانا چاہتے ہیں کہ وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ (یہودی اور عیسائی اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہو سکتے جب تک تم اُن کے پیروکار نہ بن جاؤ)۔

لہٰذا مسلمانوں کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ یہ لوگ کبھی اُن کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اب تو حالات و واقعات سے اس آیہ کریمہ کی حقانیت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے اس لئے عالمِ اسلام کو امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کے اثرات سے بچنے کے لئے اپنے تمام وسائل

کو یکجا کر کے متفقہ لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے نیز ہم قومی رہنماؤں سے بھی نہایت دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو پس پُشت ڈالتے ہوئے سیاسی اور جماعتی گروہ بندیوں سے بالاتر ہوکر، ملکی و قومی مفاد کو پیش نظر رکھیں اور اپنی پوری توجہ اس طرف مبذول کرکے امریکی، برطانوی، اسرائیلی اور بھارتی سازشوں کو ناکام و نامراد بنانے کے لئے متحد و متفق ہوکر اقدامات کریں اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مملکت خداداد پاکستان کی سُرخ روئی کے لئے کام کریں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نعت
حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر
مرتضیٰ سیّد
پوسٹ گریجویٹ کالج
ایبٹ آباد

خواب میں بھی جو مشرف ہو تیرے دیدار سے
ایسی سوئی آنکھ افضل دیدۂ بیدار سے

ہیچ ہے اس کی نگہ میں میر و سُلطان و وزیر
جِس گدا کا ہو تعلّق آپ کے دربار سے

ان کے لمسِ پاک سے ذرّوں کو گویائی ملی —!
موم ہو جاتے تھے پتھر آپ کی گُفتار سے

کر دیا دُنیا کے ٹھُکرائے ہوؤں کو سربُلند
سرکشوں کا سر جُھکایا رفعتِ کردار سے

رولتی ہے چشمِ ترِ سیّد عقیدت کے گہُر
ہے زباں قاصر یہاں جذبات کے اظہار سے

کسبِ حلال

تحریر ___ حافظ قاری محمد نصیر الدین قادری

اپنی، اپنے بال بچوں اور جو اپنی کفالت میں ہوں ان کے گذارہ کے لئے بقدرِ ضرورت رزقِ حلال کمانا فرض ہے قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں حسبِ ضرورت کسبِ حلال کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ عزّ وجل کا فرمان عالیشان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ (البقرۃ آیت نمبر ۱۷۲)

اے ایمان والو ہم نے جو تم کو رزق دیا ہے۔ اس میں سے کھاؤ حلال اور ستھری چیزیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر کرو۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہیں اسی لئے پاکیزہ ہی چیزوں کو قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حلال کھانے کا حکم فرمایا جیساکہ پیغمبروں کو بھی یہی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المؤمنون : آیت ۵۱)

اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

پھر فرمایا کہ آدمی سفرِ طویل کرتا ہے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہے اور بال پریشان اور غبار آلودہ ہیں یعنی قبولیتِ دعا کے سامان سارے جمع ہیں لیکن اس کا کھانا پینا اور پہننا سب حرام ہیں اور حرام رزق سے اس کی غذا ہے پھر دعا کیسے قبول ہو۔

قرآن کریم ہی میں ایک دوسرے مقام پر اللہ عزّ وجل کا ارشاد ہے۔

حَلٰلًا طَیِّبًا۔ (البقرہ آیت : ۱۶۸) | حلال پاکیزہ ہے۔

حضرت علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں :۔

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جس وقت اس آیت مبارکہ کی تلاوت ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ میرے لئے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دُعاؤں کو قبول فرمایا کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی شومی کی وجہ سے چالیس دن کی اس کی عبادت قبول نہیں۔ جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔"

حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دُعائیہ شعر فرمایا ہے

رزق حلال دے مجھے اے میرے کبریا (عزوجل) !
دیتا ہوں واسطہ تجھے تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ (طبرانی)	حلال روزی طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

کسب حلال کے بارے میں احادیث مبارکہ میں بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔

کسب حلال کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لگاتار حلال کی رزق کماتا ہے اور حرام کے لقمہ کی آمیزش نہیں ہونے دیتا اللہ عزوجل اس کے دل کو اپنے نور سے روشن کر دیتا

امام المحدث محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ریاض الصالحین میں ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ :۔

وعن ابی عبد اللہ الزبیر ابن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لأن یأخذ احدکم احبلہ ثم یأتی الجبل فیاتی بحزمۃ من حطب علی ظہرہ فیبیعھا فیکف اللہ بھا وجھہ خیر لہ من ان یسأل الناس اعطوہ او منعوہ. (رواہ البخاری)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی رسی لے کر کسی پہاڑی پر چلا جائے اور اپنی کمر پر لکڑیوں کا گٹھا لے کر آئے اس کو بیچ کر اپنے آپ کو اللہ کی وعید سے بچالے (یہ کمائی) بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔

ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے صبح تڑکے ایک قوی جوان ادھر سے گذرا اور ایک دکان میں چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا افسوس یہ اس قدر سویرے راہ خدا میں اٹھا ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے آپ کو یا اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کو لوگوں سے بے پرواہ کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ میں ہے اور اگر تفاخر اور لاف زنی تونگری کے لئے جاتا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کسب نہ چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالیٰ روزی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ آسمان پر سے سونا چاندی نہیں بھیجتا یعنی اس بات کی اسے قدرت ہے مگر کسی وجہ سے روزی دینا اس کی عادت ہے۔ حضرت

ہیں کیا فرماتے ہیں جو عبادت کے لئے مسجد میں بیٹھا رہے اور کہے خدا مجھے رزق دے گا۔ امام صاحب نے فرمایا وہ جاہل ہے شرع نہیں جانتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خُداوند تعالیٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ میں رکھی ہے یعنی جہاد کرنے میں۔ ؎ بے شک اللہ عزوجل ہر شئے پہ قادر ہے مگر رزقِ حلال سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ ہے اور اس کی فضیلت اس حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی طلبِ حلال کے لئے ذلیل جگہ کھڑا ہو گا اس کے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے ؎ جب حلال روزی کمانے کی اتنی زیادہ فضیلت ہے تو پھر اس میں شرمانا کیسا دنیا کی شرم کی وجہ سے ظاہری گھٹیا کاروبار یا مزدوری چھوڑ کر لوگ سمگلنگ یا سودی اور ناجائز کاروبار اختیار کر لیتے ہیں اس طرح بظاہر دُنیا میں تو وہ معزز نظر آتے ہیں لیکن یہ دنیا کی ظاہری عزت آخرت میں بُہت مہنگی پڑ جائے گی۔

صاحبِ رُوح البیان نے اپنی تفسیر میں کسبِ حلال کے بارے میں فوائد تحریر فرمائے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کسبِ حلال کے بُہت سے فائدے ہیں۔

(۱) اصل مال پر زیادتی جب کہ اس مال کو تجارت و زراعت اور باغات لگانے میں خرچ کرتا ہے پھر اس میں صدقات ہی صدقات نصیب ہوتے ہیں مثلاً اس سے پرندے وغیرہ کھائیں گے۔

(۲) لغویات و بکواسیات سے حفاظت ہوتی ہے جبکہ کمانے والا اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔

(۳) کثر نفسی اور نفس بُہت سی غلطیوں کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے۔

(۴) کسبِ حلال فقر سے امان کا ذریعہ ہے وہ فقر جو کہ دارین میں روسیاہ بنانے کا سبب ہے۔

کہتے ہیں۔ بارک اللہ لک فی حرکاتک الخ اللہ تعالیٰ تیرے جانے آنے اور کاروبار میں مزید برکت دے اور تیرے ان معاملات کو تیرے لئے بہشت میں ذخیرہ بنائے نگران ملائکہ اور آسمان وزمین کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ہمیں ہر قسم کے حرام کام اور حرام مال سے بچائے اور شبہ کے مال سے بھی بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین ثم آمین، بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

حواشی

۱؎ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، کراچی ۱۹۸۰ء ج ۱۱ ص ۲۸۹

۲؎ حافظ عماد الدین ابن کثیر: تفسیر ابن کثیر اردو کراچی: ج ۱، ص ۱۹

۳؎ کیمیائے اردو ترجمہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ؛ کراچی، ۱۹۸۶ء ص ۳

۴؎ ریاض الصالحین، امام المحدث محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النووی ج ۱ ص ۳۲۹ ۱۹۷۷ء

۵؎ ۶؎ کیمیائے سعادت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۶۹، ۲۷۰

۷؎ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی روح البیان۔ حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ پارہ ۲: ص ۶۵

محمد فیض احمد اویسی مولانا محمد سعد احمد نقشبندی۔

بقیہ :- تفسیر القرآن الحسنیہ

اس آیۃ کریمہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت وجلالت اور عزت و مکرمت کا کمال عروج ظاہر ہو رہا ہے۔ اُن کی تعریف وتوصیف بیان کرکے اُن کے ایمانِ کامل کو ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی تکریم کی توفیق عطا فرمائے اور منافقین سے بچائے۔ آمین۔

غزل

ادیب شہیر شاعر بے بدل
حضرت پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب
نصیر۔ زیب آستانہ
گولڑہ شریف

★

بس اتنی کامرانی چاہتا ہوں ❊ اُنھیں کی مہربانی چاہتا ہوں

شرابِ ارغوانی چاہتا ہوں ❊ مگر کچھ کچھ پُرانی چاہتا ہوں

ہُوا بے زار ہی سیلِ اَلم سے ❊ اب اُونچا سر سے پانی چاہتا ہوں

خُدارا آپ لفظوں سے نہ کھیلیں ❊ مُحبّت پُر معانی چاہتا ہوں

مجھے اب اپنے ہاتھوں تم سنبھالو ❊ علاجِ ناتوانی چاہتا ہوں

جو تیری زُلف کے سائے میں گذریں ❊ وہی راتیں سُہانی چاہتا ہوں

تمہیں کیوں بے وفا کہنے لگا ہیں ❊ یہ تہمت خود اُٹھانی چاہتا ہوں

یہ زخمِ دِل تو بھر جائے گا اِک دن ❊ کوئی اَنمٹ نشانی چاہتا ہوں

نصیرؔ الفاظ سے وُہ کچھ نہ سمجھے!
اب اشکوں کی روانی چاہتا ہوں ؏

ہیں ہے کا باہمی فرق بھی ۱۹ ہے۔

۶۔ پہلی وحی یعنی سورۃ نمبر ۹۶ کی پہلی ۵ آیات میں کل ۱۹ الفاظ اور ۷۶ حروف ... (۱۹ × ۴) ہیں۔

۷۔ دوسری وحی یعنی سورۃ نمبر ۶۸ کی پہلی ۹ آیات میں ۳۸ (۱۹×۲) الفاظ ہیں۔

۸۔ تیسری قرآنی وحی یعنی سورۃ نمبر ۷۳ کی پہلی ۱۰ آیات میں ۵۷ (۱۹×۳) الفاظ ہیں

۹۔ قرآن کی چوتھی وحی میں سورۃ المدثر بعنوان "لپیٹنے والے" کی پہلی ۳۰ آیات ہیں۔ آیت ۳۰ میں اسی پوشیدہ حسابی کوڈ ۱۹ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۔ پانچویں وحی قرآن کی پہلی سورۃ جو "بسم اللہ" سے شروع ہوتی ہے میں شاندار حسابات (CALCULATIONS) میں ۱۹ کے عدد کو بہت اہمیت حاصل ہے جیسا کہ اوپر نمبر ۲ میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

۱۱۔ قرآن کی پہلی نازل شدہ سورت، سورۃ نمبر ۹۶ ہے۔ آخر سے اس کا نمبر ۱۹ بنتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی ترتیب الہامی ہے۔

۱۲۔ قرآن کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورۃ، سورۃ نمبر ۱۱۰ ہے اور اس میں پورے ۱۹ الفاظ ہیں۔

۱۳۔ قرآنی اعداد :۔ شام کے ایک مسلمان مفکر صدیقی البیک نے قرآن میں کل ۲۸۵ اعداد دو شمار کیئے ہیں، یعنی ۱۹×۱۵۔ جب ان اعداد کو جمع کیا گیا تو حاصل جمع ۱۷۴۵۹۱ یعنی (۱۹ × ۹۱۸۹) آیا اس مجموعہ میں ایک سے زیادہ بار آنے والے اعداد بھی شامل تھے۔ جب ان اعداد کے بار بار اعادے یا دہرائی کو نظر انداز کیا گیا تو پھر مجموعہ ۱۶۲۱۴۶ آیا یعنی (۱۹×۸۵۳۴)

۱۴۔ کائنات :۔ ۱۹ کے عددی کوڈ کو ہمارے نظام شمسی میں بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ سورۃ المدثر ۷۴، میں آیات ۳۲-۳۴ میں فرمایا گیا "تحقیقاً" قسم ہے۔ چاند کی اور رات کی جب وہ جانے لگے اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے،

آئندہ برسوں میں معترضین اسلام خصوصاً یورپی مفکرین نے یہ کہا کہ قرآن مجید (نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود لکھا۔ بہ الفاظِ دیگر وہ اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ قرآن آپ کی غیر معمولی ذہانت کی پیداوار ہے۔ نہ کہ کسی الہامی ذریعے کا۔

ڈاکٹر مورس بوکیلے نے اپنی کتاب THE BIBLE THE QURAN AND SCIENCE) میں دورِ جدید کے کلیسا کے اس رجحان اور ذہنیت کو بڑے مؤثر اور صحیح انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "صیہونیت اور عیسائیت سے نمایاں طور پر متاثر نظر آنے والے اہلِ مغرب قرآن کو کتاب الٰہی کا درجہ دینے سے یکسر منکر ہیں۔ "MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM" کے آر۔ بوسوارتھ سمتھ "HEROES AND HEROWORSHIP" کے تھامس کارلائل (THE GREAT) (HUNDRED IN HISORY) کے مائیکل ایچ ہارٹ اور بہت سے دوسرے عیسائی مفکرین ہمارے پیغمبر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو عظیم اور شاندار خراج عقیدت پیش کر چکے ہیں اور آپ کو تمام انسانوں حتیٰ کہ خود اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی زیادہ بلند مرتبے پر قرار دیا ہے۔ لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ سب بحیثیت عیسائی اس دُنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ باطنی طور پر انہیں یقین کامل تھا کہ قرآن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تصنیف ہے۔

آج ہمارے پاس ایسا ٹھوس مادی اور حسابی ثبوت موجود ہے جسے ہم قرآن حقانیت اور اس کی الہامی حیثیت ثابت کرنے کے لئے ساری دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اس تحقیق کا زیادہ سہرا ٹلسا (TULSA) ایری زونا (ARIZONA U.SA) کے ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے۔ مزید کچھ کام جناب حامد نامی صاحب نے کیا ہے (جو کہ وقتاً فوقتاً انگریزی میں اخبارات ورسائل میں شائع ہوتا رہا ہے۔) ڈاکٹر خلیفہ نے کئی کئی برس کی سخت محنت اور ثابت قدمی کے بعد ایک ایسے عظیم الشان معجزے

کا انکشاف کیا ہے۔ جس کے نہایت دیرپا اور بے نظیر نتائج مرتب ہوں گے اور یہ معلومات مستقبل کے لئے آغاز یا ابتدائی حیثیت رکھتی ہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اس کے اس دائمی معجزے میں آگے کیا کیا رونما ہوتا ہے۔

یہ دریافتیں کیا ہیں؟

کمپیوٹر سے قرآن کا تجزیہ کرنے سے پتہ چلا ہے کہ اس کا ہر حرف، ہر عدد اور ہر لفظ باقاعدہ حساب سے متعین کیا گیا ہے۔ ان تمام حسابات میں بغیر کسی استثناء کے "۱۹" کا عدد مشترک ہے۔ دوسرے الفاظ میں ان تمام حسابات کا حتمی نتیجہ ہمیشہ ۱۹ کا کوئی حاصل ضرب ہی آتا ہے اس حسابی استخراج (DERIVATIVE) جس کو کمپیوٹر نے آج دریافت کیا ہے کا اعلان اللہ تعالیٰ نے صدیوں پہلے کیا تھا:

"اس پر ۱۹ فرشتے ہوں گے۔" (سورۃ المدثر ۷۴ : ۳۰)

اسی آیت کے فوراً بعد آنے والی آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عددی کوڈ "۱۹" رکھنے کا مقصد بیان کرتا ہے۔

(۱) منکرین کو درہم برہم کرنا۔ (۲) عیسائیوں اور یہودیوں کو قرآن کے الہامی کتاب ہونے کا ٹھوس ثبوت دینا۔ (۳) مسلمانوں کے اسی عقیدے کو کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے مزید تقویت بخشنا۔ (۴) یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے دلوں میں قرآن کے الہامی منبع کے بارے میں پائے جانے والے شکوک کا ازالہ کرنا ۔۔۔ اور ۔۔ (۵) منافقین اور کفّار کو بے نقاب کرنا۔

پہلے سادہ حسابات پر بحث کرتے ہیں

کمپیوٹر کے PRINTOUTS جن پر علیحدہ علیحدہ نتائج ظاہر کئے گئے ہیں پیش نہیں کئے جائیں گے۔ اوّلاً اس لئے کہ جگہ محدود ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس کو قارئین کرام خود موقع پر چیک کر سکتے ہیں۔

(۱) قرآن کریم میں کُل ۱۱۴ سورتیں ہیں جو کہ ۱۹ کا حاصلِ ضرب ہے
یعنی ۱۹ × ۶ : ۱۱۴

۲۔ قرآن کا ابتدائی کلمہ بسم اللہ ہے جو کہ ۱۹ حروف سے بنا ہے۔ اس میں سے ہر "اسم" پورے قرآن میں ۱۹ کے کسی حاصلِ ضرب جتنی مرتبہ آیا ہے۔ پہلا اسم یعنی "اسم" بمعنی "نام" ۱۹ دفعہ آیا ہے۔ دوسرا اسم "اللہ" بمعنی "خدا" یا "معبود" ۲۶۹۸۔ یعنی (۱۹×۱۴۲) بار آیا ہے۔ تیسرا اسم "الرحمٰن" بمعنی "نہایت مہربان" ۵۷ (۱۹×۳) بار آیا ہے۔ چوتھا اسم "الرحیم" بمعنی "رحم کرنے والا" ۱۱۵ دفعہ آیا ہے۔ یہ ۱۹ کا حاصل ضرب نہیں ہے کیونکہ سورۃ التوبہ: ۹، آیت ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو "الرحیم" کہہ کر ارشاد کیا ہے۔ تو اگر اس کو شمار نہ کریں تو اس کی تعداد ۱۱۴ (۱۹×۶) بنتی ہے جو کہ صرف اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۳۔ قرآن کی ہر سورۃ "بسم اللہ" سے شروع ہوتی ہے ماسوائے سورۃ التوبہ کے یوں بسم اللہ کی تعداد ۱۱۳ بنتی ہے جو کہ ۱۹ کا حاصل ضرب نہیں تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کمی سورۃ النمل ۲۷ آیت ۳۰ میں پوری کی گئی ہے۔ یعنی ۲۷ + ۳۰ : ۵۷ (۱۹×۳) جب سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کو ایک خط بھیجا تھا جس کے شروع کے الفاظ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تھے۔ اس طرح قرآن میں بسم اللہ کی کل تعداد ۱۱۴ (۱۹×۶) بنتی ہے۔

۴۔ سورۃ النمل ۲۷ میں ابتدائی "بسم اللہ" اور آیت ۳۰ کی "بسم اللہ" کے درمیان الفاظ تعداد ۳۴۲ (۱۹ × ۱۸) ہے۔

۵۔ سورۃ التوبہ جو ترتیب کے اعتبار سے نویں سورۃ ہے اور جو بسم اللہ کے بغیر شروع ہوتی ہے۔ اور سورۃ نمبر ۲۷ النمل جس میں بسم اللہ آیت نمبر ۳۰

قرآن مجید کی حقانیت کمپیوٹر کی روشنی میں

محمد انیس زبیدی۔ بی۔ کام

قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جس کی سچائی کے ثبوت میں سائنسی اور علمی ترقی کے ساتھ مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ موجودہ دور کی ایک معروف اور کارآمد سائنسی مشین کمپیوٹر کے ذریعے قرآن حکیم کی حکمت و عظمت اور صداقت و حقانیت کا جو ثبوت سامنے آیا ہے۔ اُسے قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ نیز اہل دانش کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اس پر غور و فکر فرمائیں۔ اور اگر کسی صاحب نے اس موضوع پر مزید کوئی تحقیقی کام کیا ہو تو اُس کی اشاعت کے لئے الحسن کے صفحات حاضر ہیں۔ (مُدیر اعلیٰ)

"اے لوگو! تمہارے پاس ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آچکی ہے اور ہم تمہارے اُوپر ایک کھلا ہُوا نور اُتار چکے"۔ (سورۃ النساء ۴: ۱۷۴)

چودہ سو سال پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو دُنیا کے سامنے پیش کیا جو کہ آپ پر فرشتہ اعظم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اُتارا گیا قرآن کی آیات اور سورتیں جو کہ وقت اور جگہ دونوں کے لحاظ سے ایک جیسی اور یکجا نہیں

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹ کا عدد ۳ مختلف اجرام یعنی چاند زمین اور سورج میں آتا ہے۔ (ملاحظہ کریں دی فرانٹیر پوسٹ ۲۱/۹/۸۸ میں MOVEMENTS -)

MOVEMENT (OF THE PLANETS AND QURAN)

(ا) قمری یعنی اسلامی کیلنڈر میں ہر ۱۹ سال بعد ایک دن کی تصحیح کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب چاند اور زمین سورج کے ساتھ ایک سیدھ میں آجاتے ہیں۔ چاند کی مختلف حالتیں ہمارے مختلف مذہبی تہواروں اور موسموں میں رہنمائی کرتی ہیں۔ اگر ہمیں کسی ایک ہی مہینے میں ایک سال بعد مکمل چاند کی تاریخ معلوم کرنی ہو تو ہم اس تاریخ میں ۱۹ جمع کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ چاند کی دوسری حالتوں میں بھی قابل عمل ہے۔

(ب) زمین کی سورج کے گرد گردش کے دوران تیز ترین رفتار ۱۹ میل فی سیکنڈ ہے (اوسط ۱۸٫۵ میل فی سیکنڈ) زمین کا سطحی رقبہ (۱۹۶٫۹۵۰٫۰۰۰) یعنی (۱۰۳۶۵۷۸۹ x ۱۹) مربع میل ہے اور سورج سے اس کا فاصلہ (۴۸۸۹۴۷ x ۱۹) میل ہے۔

(ج) مغرب کے سائنسدانوں نے گذشتہ ایک ہزار سال سے سورج میں رونما ہونے والے واقعات، تبدیلیوں اور حوادث کو بذریعہ (کاربن - ۱۴) اور سپیس کرافٹ (SPACE CRAFT) ریکارڈ کیا ہے۔ اہل چین کے پاس بھی ۴۳۔ ق م کا ریکارڈ ہے۔ ان تمام اعداد و شمار اور حقائق سے ثابت ہوا ہے کہ سورج میں ایک قسم کی گھڑی ہے جو کہ وقتاً فوقتاً آگ کے شعلوں یا انگاروں یعنی بھبھوکوں اور سورج پر داغوں کو ٹھیک کرتی ہے جو براہ راست ہماری آب و ہوا اور زلزلوں وغیرہ کی کثرت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان شمسی تبدیلیوں یا واقعات میں اوسطاً گیارہ سال لگتے ہیں۔ یہ چکر جس پر گیارہ سال کے اس اوسط اتار چڑھاؤ کی بنیاد رکھی گئی ہے ہر ۱۷۹ سال بعد دوبارہ وقوع پذیر ہوتا ہے اور اتنے ہی وقت

میں نظام شمسی کے تمام سیارے سورج کے ساتھ ایک سیدھ میں آجاتے ہیں۔ اس طرح یہ گیارہ سالہ باقاعدہ اتار چڑھاؤ اور ۱۹ برس میں پورا ہونے والا چکر دونوں ملاکر ۱۹۰ سال یعنی (۱۹×۱۰) بنتے ہیں۔

(د) نظام شمسی کا بعید ترین سیارہ پلوٹو اپنے نزدیک ترین سیارے یورینس کے پاس سے پورے ۱۹ سال بعد گذرتا ہے۔

(ر) اسلام کے ۵۔ بنیادی ارکان یعنی کلمۂ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کل ملاکر ۳۸ بنتے ہیں یعنی ۱ + ۵ + ۳۰ + ۱ + ۱ = ۳۸ = (۱۹×۲)

حسابی لحاظ سے اتنے نپے تلے اور صحیح اعداد، حروف، الفاظ اور اجرامِ فلکی جن کا ذکر اب تک کیا گیا ہے ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتے ہیں کہ یہ حسابی مثالیں ارادتاً اور خاص مقصد کے پیشِ نظر وضع کی گئی ہیں۔ یقیناً اس میں محض اتفاق کے ہونے کے کسی شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی کیونکہ یہ واقعات یقینی طور پر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ المدثر ۷۴، آیت ۳۰ میں پیشگوئی کی گئی۔ پس قرآن کریم جیسی طویل اور ضخیم کتاب میں ایسی مثالیں پیش کرنا کسی ایک انسان یا انسانوں کے گروہ کی لیاقت اور ذہانت سے بالاتر ہے۔ یہ کام اور بھی مشکل اس وقت ہو جاتا ہے۔ جب ان حسابی لحاظ سے مستند واقعات یعنی EVENTS کو ایسے جملوں میں بیان کیا جائے جن کے معانی اور مفہوم واضح ہوں۔ قرآن کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے اُوپر بیان کی گئی دوسری خصوصیات سے قطع نظر صرف جزو ۲ ہی کافی ہے۔

چند سوالات جو فطرتاً ہمارے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ:-

(۱) خدا نے صرف ۱۹ کے ہندسے کو کیوں منتخب کیا؟

(۲) اس ہندسے کی انفرادیت کیا ہے؟

(۳) کوئی دُوسرا ہندسہ کیوں نہیں لیا گیا؟

ان معقول سوالات کی چھان بین اور ان کے جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی۔

(۱) ہمارے گنتی کے نظام میں دراصل ۹ ہندسے ہیں یعنی ۱ تا ۹ ... صفر (۰) کی اپنی کوئی قیمت نہیں۔ ۱۹ کے عددی کوڈ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا ایک ہندسہ ۱ ہے جو کہ خود پہلا ہندسہ ہے اور اس کا دوسرا ہندسہ ۹ ہے جو کہ خود آخری ہندسہ بھی ہے۔ اس کی نسبت بلاکیف خدا کی طرف ہوتی ہے جو کہ .. "الاول" یعنی "پہلا" اور "الآخر" یعنی آخری ہے۔

(۲) مختلف اعداد پر (EXPONENTIAL CALCULATION) یا جن کو ہم "قوت نمائی حسابات" کہہ سکتے ہیں، کئے گئے ہیں ہر عدد کو اس کی بنیادی قیمت یعنی خود اس ہندسے کے برابر جتنا قوت نما دیا گیا۔ یعنی ہر عدد کو اس عدد جتنی مرتبہ خود اس میں ضرب دیا گیا (مثلاً ۷ کو ۷ دفعہ ۵ کو ۵ اکو ۱۵ دفعہ وغیرہ) اس طرح حاصل شدہ نتائج کا اس مکمل عدد یا اس کے کسی اعشاری جزو کی کوئی منفرد خصوصیات دیکھنے کیلئے مطالعہ کیا گیا (SECOFY) ۱۹ کے ۱۹ قوت نما کا حاصل ضرب یعنی 19^{19} تو اس سے 1.978419×10^{24} آیا تو جس طرح کہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے حتمی نتیجہ میں پھر ۱۹ کا ہندسہ آگیا جب کہ اعشاری اجزاء (FRACTIONAL PARTS) کو جمع کرنے سے بھی حیرت انگیز طور پر ۱۹ ہی آتا ہے یعنی ۷ + ۸ + ۴ = ۱۹

یہ خصوصیات ماسوائے ان اعداد کے جو ۱۹ کے ساتھ ملتزم ہیں جیسے ... ۱۱۰۔ اور کسی عدد میں نہیں پائی گئیں۔ اعداد ۱۔ اور ۱۹ کا یہ باہمی ربط نیچے تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

منظوم اردو ترجمہ سورہ یوسف علیہ السلام

صوفی مشتاق احمد
سابق پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول
نمبر ۴ پشاور

اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ

وہ شوہر آپ کا ہے میرا آقا و محسن ؛ نگاہ داشت مری کی بخاطرِ احسن

اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

امانت میں نہ خیانت میں کر سکوں گا کبھی ؛ فلاح پاتے نہیں حق ناشناس کبھی

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِہٖ

زلیخا کر چکی تھی معصیت کا عزم صمیم ؛ مگر فریب میں اُس کے نہ آیا مردِ کریم

وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّہٖ ؕ

وہ بھی بہک کے ہو جاتا مائل تقصیر ؛ اگر وہ دیکھ نہ لیتا دلیل ربِّ قدیر

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ

یوں آزمائش میں رکھا ہے اُس کو ثابت قدم ؛ تاکہ بُرائی و بدکاری کو رکھیں دور اُس سے ہم

اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

(یوسف بندہ ہمارا تھا منفرد اور نیک) ؛ تھا بندگان تقدس شعار سے ایک

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ

(جب اُس نے بی بی زلیخا کی دیکھی نیت بد) ؛ وہ دوڑا در کی طرف کرکے اُسکی بات کو رد
جھنجھلا کے زلیخا نے اُس کا پیچھا کیا ؛ قمیص پیچھے سے کھینچی تو اُس کو پھاڑ دیا

وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ

(کھولا در تو ہوئے دونوں دیکھ کر ششدر) ؛ کھڑا تھا اُس جگہ بی بی زلیخا کا شوہر

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا

(جب) اپنے شوہر کو دروازے پر کھڑا پایا ؛ فرطِ شرم و ندامت سے (یوں ہوئی گویا)
اے میرے شوہر محترم مجھے بتائیں ذرا ؛ کیا ایسے بندہ نامحترم کی ہو گی سزا؟

(جو ہو آپ کے حق میں وجہ رنج وملال) ؛ بُرا ہو آپ کی بیوی کے حق میں جس کا خیال

إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۵﴾

سزا یہ ہے کہ اُسے قید کیا جائے ؛ یا دردناک عذاب اُسے دے دیا جائے

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي

کہا حقیقت بتاتا ہوں محترم تجھکو ؛ پھسلاتی جانبِ معصیت تھی یہ مجھکو

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا ج

گواہی اس پہ زُلیخا کے اک عزیز نے دی ؛ (اور اُس نے اپنی گواہی کی یُوں وضاحت کی)

(دیکھو تم ذرا یوسف کی کُرتے کی جانب ؛ پھٹی ہُوئی ہے بھلا اس کی کون سی جانب)

إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۶﴾

اگر قمیص پھٹی ہو گی آگے کی جانب ؛ تو جان لیں کہ یہ سچّی اور وُہ ہے کاذب

وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۷﴾

گر پیچھے سے پھٹی ہو گی آستیں اس کی ؛ تو یوسف سچا ہے اور جھوٹ ہو گی بات اُس کی

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

عزیزِ مصر نے جب دیکھا کُرتے کی جانب ؛ پھٹی ہُوئی پائی اُس نے پُشت کی جانب

قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط

یہ دیکھ کر اُس نے اپنی بیوی سے یُوں کہا ؛ زُلیخا یہ ہیں تم عورتوں کے مکر و ریا!

إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿۲۸﴾

حقیقت یہ ہے کہ تم عورتوں کے مکر و فریب ؛ عظیم ہوتے ہیں (لُوٹتے ہیں صبر و شکیب)

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا سکتہ

عزیزِ مصر نے یوسف کو دیکھ کر یوں کہا ؛ (کیجئے درگذر اس سے کہ ہے یہ اس کی خطا)

(جاری ہے)

تفسیر القرآن الحسنیہ

(مدیر اعلیٰ)

وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ وَلٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ

اور جب انھیں کہا گیا کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں تو انہوں نے کہا کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبردار! بے شک وہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔

حل لغت اٰمِنُوۡا: ایمان لاؤ، جمع مذکر حاضر امر کا صیغہ ہے۔ اَمۡنٌ، اَمَانَۃٌ اور اَمَانٌ اس کے مصدر ہیں۔ اصل میں امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونے اور خوف نہ رہنے کے ہیں اور دینی اصطلاح میں ایمان کے معنی شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے کے ہیں۔ کَمَاۤ: جیسا کہ۔ اَلنَّاسُ: لوگ۔ اَنُؤۡمِنُ: کیا ہم ایمان لائیں؟ جمع متکلم کا صیغہ ہے اور ہمزہ استفہام کے لئے آیا ہے یعنی کیا؟ اَلسُّفَہَآءُ: جمع کا صیغہ ہے۔ سَفِہَ یَسۡفَہُ سَفَہًا بے وقوف، احمق، جاہل، نادان، کم عقل۔ یَعۡلَمُوۡنَ: وہ جانتے ہیں۔ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ عَلِمَ، یَعۡلَمُ، عِلۡمًا جاننا۔

تفسیر اس آیت میں منافقین کی پانچویں صفت خبیثہ یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی قلبی بیماری کے باعث ایمان کے ذائقے سے محروم ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و اطاعت اور جاں نثاری کے روح پرور مناظر دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ان کے متعلق بے ہودگی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت اور عظمت و اطاعت نقش ہو چکی ہے۔ اور وہ ناموس رسالت اور نظام

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام ونفاذ کے لئے اپنا سب کچھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قدموں پر نچھاور کرکے درگاہِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ملنگ بن کر بیٹھ گئے ہیں اُن کی نظریں حقیقی دُنیا پر لگی ہوئی ہیں اس لئے دُنیوی سازوسامان اُن کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اور انہوں نے ادنیٰ کے بدلے اعلیٰ کے حصول کا جو سودا کیا ہے تو یہ اُن کی عقل مندی اور دانشمندی کا ثبوت ہے جبکہ منافقین جنہوں نے فانی دُنیا کو ہی اپنا مقصدِ حیات قرار دے رکھا ہے۔ اور آخرت کی دائمی زندگی سے مُنہ موڑ کر فانی دُنیا کے عارضی عیش وآرام کو اپنا لیا۔ تو یہ انہوں نے بڑا گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ تو یہ اُن کی نادانی اور جہالت کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ چونکہ وہ ایمان کی حقیقت سے بے خبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ حق وباطل اور عقل و نادانی میں تمیز کرنا بھی نہیں جانتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اٰمِنُوْا" سے مُراد یہ ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لاؤ جبکہ اَلنَّاسُ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی مُراد ہیں جو قلب کی سچائیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لائے ہیں [۲]

حضرت مفتی عبدالرحمٰن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اذا قیل للمنافقین اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ ای کایمان الصحابۃ رضی اللہ عنہم وھو الایمان بالقلب واللسان [۳] (جبکہ منافقین کو کہا گیا کہ تم بھی ایمان لاؤ جس طرح کہ دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح ایمان) لاؤ اور اُن کا ایمان یہ تھا کہ انہوں نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق کی) (باقی صفحہ ۔۔)

۲۔ تفسیر ابن عباس برحاشیہ تفسیر درمنثور دارالمعرفۃ بیروت ج۔۱ ص۹

۳۔ عبدالرحمٰن تیسیر الکریم فی تفسیر کلام المنان راسۃ العامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابُ فی ذکرِ عبادتِ علیٍ کرم اللہ وجہہ الکریم

ابن ابیطالب

اس باب میں امیرالمؤمنین امام الاولیاء ابوتراب
علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
کی عبادت کا بیان ہے۔
(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حلِ لغت عِبَادَۃٌ اور عُبُوْدِیَّۃٌ اور عُبُوْدَۃٌ۔ اطاعت کرنا، عاجزی دکھانا، خدمت کرنا، شریعت کے احکام بجالانا۔

تشریح حضرت امام الاولیاء، جناب سیدنا و مرشدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ عبادتِ الٰہی میں ایک خاص اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے تھے جو کسی دوسرے کو نصیب نہ تھا، آنجناب کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس امتیازی اور خصوصی شان کو وحی الٰہی نے بیان فرمایا، ارشادِ خداوندی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ

"محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہٖ) اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انھیں دیکھے گا۔ رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔ ان کی

مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۂ فتح پ ۲۶)

علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔"

مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تفسیر فتح البیان نے لکھا ہے کہ "وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ سے مراد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور رُکَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔" یعنی امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم انتہائی عبادت گذار تھے۔ جناب سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین کی روایت ترمذی شریف میں موجود ہے۔ فرماتی ہیں "کَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا "جہاں تک میں جانتی ہوں وہ یعنی جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نہایت ہی روزہ دار اور انتہائی عبادت گذار تھے۔" صاحب نفائس المنن، تفسیر حسینی سے نقل فرماتے ہیں کہ "آپ ہر شب میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے۔" نیز تحریر فرماتے ہیں "آپ علاوہ فرائض کے اس قدر کثرت سے نوافل ادا فرماتے تھے کہ اس کی تعداد کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں اسی شغف کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلوٰۃ و نوافل و عبادات کے متعلق آپ سے زائد کسی سے حدیثیں مروی نہیں بوجہ کثرت عبادت ذات ستودہ صفات زین العابدین و امام المتعبدین تھی۔"

جناب امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم کی عبادت الٰہی میں استغراق و خشیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں آپ کرم اللہ وجہہ کے پائے مبارک میں تیر پیوست ہو گیا جو کسی صورت نہیں نکل سکتا تھا تو حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت علی کرم اللہ وجہہ نماز پڑھنے لگے تو تم تیر نکال لینا، جب امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم نماز میں مشغول ہوئے اور آپ کی ماسوائی اللہ سے توجہ ہٹ گئی تو تیر آپ کے پاؤں مبارک

حدیث ۷ نبانا علی بن المنذر الکوفی قال حدثنا ابو فضیل قال حدثنا الاجلح عن عبداللہ بن ابی الہذیل عن علی کرم اللہ وجہہ الکریم قال مَا اَعرِفُ اَحَدًا مِنْ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ عَبَدَ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعْدَ نَبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غَیْرِیْ عَبَدتُّ اللّٰہَ قَبْلَ اَنْ یَّعْبُدَہٗ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ تِسْعَ سِنِیْنَ۔

ترجمہ عبداللہ بن ابی الھذیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمّت میں اللہ جل جلالہ کی عبادت کرنے کے اعتبار سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد، سوائے اپنے آپ کے میں کسی اور کو نہیں جانتا، اُس اُمّت میں ہر اس شخص سے جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے میں نے نو برس پیشتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ اس اُمّت میں اللہ جلّ جلالہ کی عبادت کرنے کے اعتبار سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد سوائے اپنے آپ کے، میں کسی اور کو نہیں جانتا۔" یعنی اللہ جلّ جلالہ کی عبادت جتنی حضور سراپا نور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کی کسی دوسرے فرد نے نہیں کی اور حضور فخرِ رُسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد جتنی عبادتِ الٰہی میں نے کی ہے کسی دوسرے فرد نے نہیں کی۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ "آپ ہر شب میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے۔" جمیع بن عُمیر التیمی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا اِنْ کَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا۔ ھٰذَا حدیث حسن غریب (الترمذی باب مناقب فضل فاطمہ بنت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) لوگوں میں

فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) پھر پوچھا کہ مردوں میں تو فرمایا ان کا خاوند یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ جہاں تک مجھے علم ہے وُہ یعنی جناب علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نہایت ہی روزہ دار اور انتہائی عبادت گذار تھے۔

ارشاد ہے۔ "اس اُمّت میں ہر اس شخص سے جو کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے اس سے زیادہ سوائے اپنی ذات کے کسی کو نہیں جانتا۔ کیونکہ میں نے نو برس پیشتر اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ یعنی جس وقت کسی نے بھی اللہ تبارک و تعالےٰ کی عبادت نہیں کی تھی۔ جس وقت اللہ تبارک و تعالےٰ کے حضور میں کوئی جھکنے والا نہیں تھا، اس وحدہٗ لاشریک کے آگے کوئی سجدہ کرنے والا نہ تھا تو اس وقت امام الاولیاء، سند الاتقیاء، جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اللہ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ وعزّ اسمہٗ کی عبادت پر قیام فرما تھے، اس جلّ مجدہٗ کے حضور میں جھکے ہوئے تھے۔ اس ربّ تعالےٰ وحدہٗ کے سامنے سجدہ میں گرے ہوئے تھے۔ سبحان اللہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم اس بات پر جتنا بھی ناز فرمائیں کم ہے۔

(جاری ہے)

حواشی

حدیث ۷، ۔ ۲ ۔ ۱: علی بن المنذر الطریقی بفتح المهملة وکسر الراء بعدها تحتانیة ساکنة ثم قاف، الکوفی صدوق یتشیع من العاشرة مات سنة ست وخمسین تقریب ص ۲۴۹۔

روی عن ابیه وابن عُیینة وابن فضیل . . . وجماعة وعنه الترمذی والنسائی وابن ماجة وغیرهم. قال ابن ابی حاتم سمعت منه مع ابی وهو صدوق ثقة وقال النسائی شیعی محض ثقة وذکره ابن حبان

لابأس بہٖ وکذا قال مسلمۃ بن قاسم وزاد کان یشیع۔ (تھذیب التھذیب جلد ۷ ص ۳۸۶)۔

۷-۲: محمد بن فضیل بن غزوان بفتح المعجمۃ وسکون الزائے الضبیّ مولاھم ابوعبدالرحمٰن الکوفی صدوق عارف رمی بالتشیع من التاسعۃ مات سنۃ خمس وتسعین۔ تقریب التھذیب ص ۳۱۵، قال احمد: کان یتشیع وکان حسن الحدیث، قدروی غیر حدیث منکر وقال ابوداؤد کان شیعیا محترقا وقال ابن معین ثقۃ۔ المیزان ج ۴ ص ۹

۷-۳: الاجلح۔ اجلح بن عبداللہ بن حُجَیّۃ بالمھملۃ والجیم مصغراً یکنی اباحجیّۃ الکندی یقال اسمہ یحییٰ صدوق شیعی من السابعۃ مات سنۃ خمس واربعین تقریب ص ۲۵۔ روی عن ابی اسحاق وابی الزبیر و یزید بن الاصم وعبداللہ بن بریدۃ والشعبی وغیرھم، وعنہ شعبۃ و سفیان الثوری وابن المبارک وابواسامۃ ویحیی القطان وجعفر بن عون وغیرھم وقال احمد اجلح ومجالد متقاربان فی الحدیث وقد روی الاجلح غیر حدیث منکر، وقال ابن معین صالح، وقال مرۃ ثقۃ وقال مرۃ لیس بہ باس وقال العجلی کوفی ثقۃ وقال ابوحاتم لیس بالقوی یکتب حدیثہ ولا یحتج بہٖ وقال النسائی ضعیف لیس بذاک وکان لہ رأی سوء وقال الجوزجانی مفتری وقال ابن عدی لہ احادیث صالحۃ ویروی عنہ الکوفیون وغیرھم ولم اللہ حدیثاً منکراً مجاوزاللحد لاسناد اولا ھتنا الاانہ یعد فی شیعۃ الکوفہ وھو عندی مستقیم الحدیث صدوق الجرح والتعدیل ج ۹ ص ۱۶۳، الطبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۳۵، تھذیب التھذیب ج ص ۱۸۹

الثانیۃ مات فی ولایۃ خالد القسری علی العراق (تقریب ص۱۹۱)۔

روی عن ابی بکر و عمر و علی و عمار بن یاسر و ابن مسعود و عبد اللہ بن عمرو و ابن خباب ابن الارت و ابی بن کعب و ابی الاحوص الجشمی و جماعۃ وعنہ اسماعیل بن رجاء و واصل الاحدب و ابو ضروۃ مسلم بن سالم الجہنی و الاجلح بن عبد اللہ الکندی و غیرہم و قال النسائی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات، قلت و قال العجلی تابعی ثقۃ و کان عثمانیًا و قال ابو زرعۃ ابن ابی الہذیل عن ابی بکر مرسل۔

(التہذیب ج ۶ ص۶۲)

از
پروفیسر
مرتضیٰ سید
پوسٹ گریجویٹ
کالج ایبٹ آباد

نذرانۂ عقیدت

بحضور سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

عمر بھر دھوتے رہیں گر مشک و عنبر سے دہاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے قابل ہے کب اپنی زباں

یہ فقط ان کی نگاہِ لطف کا احسان ہے

ورنہ سیدؔ ہم کہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کہاں

نعتِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(جو ریاض الجنۃ مدینہ منورہ میں لکھی گئی)

نتیجۂ فکر

جناب ابواللیث قریشی

دربارِ نبی عدل و مساوات کی جا ہے
اِس در پہ کوئی شخص نہ چھوٹا نہ بڑا ہے

جو رُوح کو مسرور کرے، دِل کو معطّر
اے اہلِ طریقت وُہ مدینے کی ہوا ہے

قرآن و احادیث پہ ایمان ہے اپنا
محبوبِ خُدا سے یہی پیمانِ وفا ہے

اے چشمِ بصیرت! مجھے اِدراک ہوا اتنا
مَیں دیکھ سکوں اُس کو جو پردے میں چھپا ہے

وُہ ذاتِ گرامی کہ خُدا جس کا ہے مدّاح
پھر اُس کی ثنا بھی تو خُدا ہی کی ثنا ہے

مصروفِ عبادت ہوں میں اِک ایسے چمن میں
محسوس یہ ہوتا ہے کہ جنّت کی فضا ہے

اللہ سے کر دیجئے اس کی بھی سفارش
آقا یہ غُلام آپ کا مصروفِ دُعا ہے

کیوں عرشِ معلّیٰ پہ دماغ اپنا نہ پہونچے
اعزازِ حضوری مجھے حاصل جو ہُوا ہے

جذبات کی شدّت میں عقیدت نہ ہو مجروح
اے دل! تو سنبھل، یہ درِ محبوبِ خُدا ہے

گلیوں سے مدینے کی گذرنا بھی ہے اعزاز
اِن راہوں میں سرکار کا نقشِ کفِ پا ہے

ہیں راحتِ جاں، راحتِ دل اس کے تھپیڑے
یہ گرم ہوا میرے لئے بادِ صبا ہے

مَیں خدمتِ سرکار میں اے لیث ہُوں حاضر
اشک آنکھوں میں، لب پہ مرے صلِّ علیٰ ہے

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

(مدیر اعلیٰ)

الباب الاوّل

پہلے باب میں دُنیا کی حقیقت، اس کی خرابیوں اور لذائذِ دُنیا کی مذمت کا بیان ہے

پس اچھی طرح جان لے کہ دُنیا سے وہ تمام اشیاء مراد ہیں جو موت سے پہلے خیر (بھلائی) یا شر (بُرائی) پر مشتمل ہیں۔ اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا کی مذمت بیان کرتے ہوئے اُن چیزوں کو الگ فرمایا جو اچھی ہیں۔ پس فرمایا دُنیا ملعون[1] ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ مردُود ہے۔ لیکن (اچھا ہے) اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ عالم دین۔ علم دین کا طالب علم۔ ان دونوں یعنی علماء وطلباء سے محبت کرنے والا۔ نیکی کا حکم کرنے والا اور بُرائی سے منع کرنے والا اور دُنیا کے ذریعے رضائے الٰہی کے حصُول میں جدوجہد کرنے والا پس یہ سات اقسام دُنیا سے علیحدہ کی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ سب اس عالمِ دُنیا میں موجود ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو موت کے بعد فائدہ دینے والی ہو تو وہ بُری نہیں اگرچہ وہ اس دُنیا میں موجود ہو۔ اور ہر وہ چیز جو مرنے کے بعد فائدہ نہ دے تو وہ بُری ہے جیساکہ گناہ اور ایسے مباحات[2] جو ضرورت سے زیادہ ہوں۔

باقی رہ گئی تیسری قسم یعنی دُنیا کی لذتیں تو یہ مذکورہ بالا دونوں اقسام کے وسط میں ہے اور اس میں ہر وہ دُنیوی چیز شامل ہے جو عاقبت کے سنوارنے کے لئے نیک اعمال کے سلسلے میں سالک کی معاونت کرتی ہے جیسے کہ بقدرِ ضرورت کھانا،

---

[1] ملعون:۔ وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی ہو۔ مردود۔ راندۂ درگاہ، قابلِ نفرت، بُری۔ [2] مباحات۔ یہ مباح کی جمع ہے جس کے کرنے سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی جو جائز ہو لیکن جب ایسے کام

پینا، لباس اور نکاح اور یہ دُنیا کی وہ اچھی قسم ہے جو آخرت میں شمار کی گئی ہیں۔ اس لئے کہ یہ اُس کی معاون ہے اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے۔ جب سالک کھانا کھاتے ہوئے نصف پیٹ بھرے۔ یعنی شکم سیری نہ کرے تو اس طرح وہ طعام سے بھی لطف اندوز ہوجاتا ہے اور اپنے مولیٰ تعالیٰ کو بھی راضی کر لیتا ہے۔ اس طرح اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا حصہ ثابت ہوگیا اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کھاؤ پیؤ نصف کیونکہ یہ جزو نبوت ہے۔ جب آپ نے اس کو پہچان لیا تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ دُنیا ہر اُس چیز کا نام ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہے۔ اور ہر وہ چیز بھی دُنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت دلانے میں آپ کی مدد کرتی ہے۔ پس یہ دُنیا ہی نہیں بلکہ آخرت بھی ہے۔ حالانکہ یہ ظاہری طور پر دُنیا میں شمار کی جاتی ہے کیونکہ دنیا میں موجود ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقیقت اپنے اس ارشاد مبارک میں بیان فرمائی۔ اور دُنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آزمائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ خباثت ان سات چیزوں کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اور انہی میں پائی جاتی ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں فرمایا ہے۔ "لوگوں کے دلوں میں خواہشات، عورتوں بیٹوں اور سونے چاندی کے خزانوں، نشان والے گھوڑے، چوپائے اور کھیتی کی محبت پیدا فرمادی" اور یہ سات چیزیں ہر قسم کی برائیوں اور خرابیوں کے جمع کرنے میں اعانت کرتی ہیں اور حقیقت میں یہ چیزیں خراب نہیں ہیں بلکہ یہ تو عاقبت کو سنوارنے میں بھی مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ ہم موقع محل کے مطابق ان کا درست استعمال کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، مال کی صفت میں حسد جائز نہیں ہے لیکن دو آدمیوں کے ساتھ۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کی ہو اور وہ اُسے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ دُوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو یعنی وہ قرآن کا قاری ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہو۔

(جاری ہے)